توڑ پھوڑ کر شاعرِ فردوس مقصدیت کے حرم میں داخل ہوتا ہے تو بے اختیار پکار اٹھتا ہے: "حرم میں اذانِ سحر، اللہ اللہ!" ماہر القادری کے تازہ ترین مجموعۂ کلام کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس میں دین و دانش، عقل و جنون اور ایمان و فن گھل مل گئے ہیں۔ اسلامیت کے پورے زور پر ہونے کے باوجود شعریت میں ذرا فرق نہیں آیا بلکہ شعری کیف و جمال میں اور زیادہ گہرائی آگئی ہے۔ فردوس اغیار کے اس فرسودہ نظریہ کی ایک زندہ تردید ہے کہ اسلام اور شعریت و جمالیت کے درمیان کوئی جوڑ نہیں۔ ماہر القادری نے حسین ترین پیرایوں میں نہ صرف یہ کہ حقیقت کے تمام اہم اعتقادی پہلوؤں کو پیش کیا ہے بلکہ وقت کا سیاسی مد و جزر بھی فردوس میں منعکس ہے، لیکن شاعر کا بنیادی اسلوبِ تغزل ایک ایسی شانِ کمال کے ساتھ جلوہ گر ہے کہ اس کی مثال مشکل سے مل سکتی ہے۔ افسوس کہ ہم مثالیں دے کر اور ان کا تجزیہ کر کے تفصیل سے ماہر کی شاعری کے نئے اسلامی رنگ کی خصوصیات پیش نہیں کر سکتے۔ مجملاً اتنا ہی کہیں گے کہ "فردوس" کاروانِ شعر و سخن کے سامنے نئی نئی منزلوں اور نئے نئے مرحلوں کو لا رکھنے والا مجموعۂ کلام ہے۔ طباعتی معیار اور سرورق کی رنگینی داد طلب ہے۔

الاعتصام — حجیتِ حدیث نمبر | بادارت جناب محمد اسحٰق صاحب۔ مقام اشاعت: گوجرانوالہ
قیمت خاص نمبر ایک روپیہ آٹھ آنے۔

الاعتصام جماعت اہلِ حدیث کا آرگن ہے۔ قدرتی طور پر اس ہفت روزہ جریدے سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ کتاب و سنت کی حمایت میں فتنۂ انکارِ حدیث کے خلاف معرکہ آرا ہو۔ اس توقع کے مطابق یہ نمبر ہماری نگاہوں میں قابلِ خیر مقدم ہے۔ بہت سے اہلِ علم و فکر کے متنوع مقالات اس میں جمع کیے گئے ہیں۔ حدیث کی گراں بہا سائنس کے متعدد پہلو ان مقالات کی روشنی میں قارئین کے سامنے واضح ہوتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اس علمی مجموعہ کے دامنِ سنجیدگی پر ایک بہت ہی بدنما داغ لگ گیا ہے۔ مولانا محی الدین احمد قصوری بی اے کے قلم سے جو مقالہ "انکارِ حدیث یا انکارِ رسالت" کے عنوان سے پیش کیا گیا ہے اس میں منکرینِ حدیث کے دو گروہ بیان کیے گئے ہیں۔ ایک، وہ جو نفسِ حدیث

ہی کا انکار کرتا ہے، دوسرا وہ گروہ جو حدیث کو ظنی کہہ کر اس کی حجیت سے انکار کرتا ہے۔ بتایا گیا ہے کہ یہ دونوں گروہ آج بھی موجود ہیں اور وہ کون کون ہیں، سنئے:

"زمانہ حاضر میں پہلے گروہ میں پرویز اور اس کی ذریت شامل ہے جس کا شجرہ نسب عبداللہ چکڑالوی آنجہانی سے جا ملتا ہے۔ دوسرے گروہ کی سب سے روشن و تابندہ مثال عہد حاضر کے فاضل اجل مولانا مودودی ہیں۔ اس آخری گروہ کی تحریریں پڑھ جائیے اور ایک ہزار سال پیچھے چلے جائیے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ معتزلہ کا وہی اگلا ہوا نوالہ ہے جو یہ لوگ جگالی کر کے ہمارے سامنے پھینک رہے ہیں"۔ "پہلا گروہ اکثر منکرین کا ہے جن کی جہالت، ضد اور انکار کو قرآن جابجا واشگاف کرتا ہے۔ ان کا حکم منکرین رسالت کا ہے۔ دوسرا گروہ علمائے مؤولین کا ہے جو اپنے علم کے زور اور گھمنڈ پر ہمیشہ حدیث کے مقابلہ کے لیے خم ٹھونک کر میدان میں نکلا ہے۔ یہ ایک توارد ہے کہ عہد سلف میں بھی جن لوگوں نے حدیث کی حجیت کا انکار کیا تھا وہ بھی علم و فضل میں وقت کے استاذ ہوتے تھے، ان کی تقریریں نہایت دل نشیں اور تحریریں نہایت زبردست اور پرزور ہوتی تھیں۔ آج بھی اس گروہ کی قیادت ان لوگوں کے ہاتھوں میں ہے جن کا شمار وقت کے مشاہیر علما میں ہوتا ہے اور جو بڑی بڑی جماعتوں کے مقتدا اور پیشوا متصور ہوتے ہیں"۔ ص ۲

اس اقتباس کے پس منظر میں کام کرتی ہوئی ذہنیت کا مطالعہ و تجزیہ کیجیے۔ اندازِ بیان اور انتخابِ الفاظ کے ذریعے ان جذبات کو پہچانیے جو اس تحریر میں بول رہے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس طرح کی ذہنیت وقت کے فتنوں کا مقابلہ کامیابی سے کر بھی سکتی ہے۔ جب اپنے پرائے کی سوجھ بوجھ نہ ہو اور جس میں چھوٹے چھوٹے اختلافِ آرا کا ظرف نہ ہو۔ سنت اور حدیث کے بارے میں مولنا مودودی اور جماعت اسلامی کا کام دنیا بھر کے سامنے ہے اور دنیا کے سامنے نہ ہو تو خدا کی نگاہوں سے تو بہرحال مخفی نہیں۔ یہی کام ہے جس کی وجہ سے منکرین سنت کے پورے محاذ نے اپنی زیادہ سے زیادہ قوتِ مخالفت ادھر صرف کر دی ہے۔ اب اگر آپ ایسے لوگوں پر بھی حملہ آور ہوتے ہیں تو منکرین حدیث کے ہاتھ